سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۳۵



صحبتِ اہل اللہ

اور جدید ٹیکنالوجی



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۳۵

صحبتِ اہل اللہ
اور جدید ٹیکنالوجی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد
حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : صحبتِ اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۳۰؍ صفر المظفر ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۱۴؍ جون ۱۹۹۹؁ء بروز اتوار
مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ۲۸؍ ربیع الثانی ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۱۸؍ فروری ۲۰۱۵؁ء
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عرضِ مرتب

مرشدی و مولائی قطب المتقین عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب أَطَالَ اللّٰهُ ظِلَّهُمْ عَلَيْنَا إِلٰى مِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً مَعَ الصِّحَّةِ وَالْعَافِيَةِ وَأَدَامَ اللّٰهُ فُيُوْضَهُمْ وَبَرَكَاتِهِمْ وَأَنْوَارَهُمْ عَلٰى سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ کا پیش نظر وعظ ''صحبتِ اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی'' جو مؤرخہ ۳۰؍ صفر المظفر ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۱۴؍ جون ۱۹۹۹؁ء بروز دوشنبہ بعد نمازِ مغرب مسجدِ اشرف گلشن اقبال بلاک ۲ کی محراب سے نشر ہوا اپنے نام کے اعتبار سے جس قدر انوکھا ہے اس سے زیادہ اپنے مضامین کے اعتبار سے نادر، حیرت انگیز و وجد آفریں ہے جس میں حضرت والا نے اپنے مخصوص دلنشین و محبت آفریں انداز میں ثابت فرمایا ہے کہ موجودہ اہل سائنس نے اس صدی میں نباتات کی پیوندکاری کی جو ٹیکنالوجی ایجاد کی ہے وہ نباتِ ادنیٰ کو نباتِ اعلیٰ بناتی ہے اور چوں کہ اہل سائنس کا دائرۂ فکر و نظر کرۂ ارض اور اس کے متعلقات اور اس کے گردوپیش تک محدود ہے اس لیے ان کی ترقیات کی پرواز حیوانات و نباتات پر ختم ہوگئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ۱۴ سو برس پہلے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کی پیوندکاری کی جو ٹیکنالوجی نازل کی وہ ایسی اشرف و اعلیٰ ٹیکنالوجی ہے۔ اَلَّذِیْ یَجْعَلُ الْکَافِرَ مُؤْمِنًا وَّالْفَاسِقَ وَلِیًّا وَّالْکَلْبَ اِنْسَانًا۔ جو کافر کو مومن، فاسق کو ولی اور کتا خصلت آدمی کو انسان بناتی ہے، انسان ادنیٰ کو انسان اعلیٰ بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس وقت اولیاء سازی کی یہ آسمانی ٹیکنالوجی اور پیوندکاری نازل کی ان سائنس دانوں کو اپنی اس حیوانی اور نباتاتی ٹیکنالوجی کی بھی خبر نہیں تھی۔ ان اہل سائنس کی پسماندگی اس سے ظاہر ہے کہ ۱۴ سو برس بعد اپنی حیوانی و نباتی پیوندکاری کے طریقوں سے حیوانِ ادنیٰ کو حیوانِ اعلیٰ اور نباتِ ادنیٰ کو نباتِ اعلیٰ بنانے پر فخر کرتے ہیں، وہ کیا جانیں کہ اشرف الناس انبیاء علیہم السلام کی یہ ٹیکنالوجی اور كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کی پیوندکاری انسانِ ادنیٰ کو انسانِ اعلیٰ اور کفر و شرک میں مبتلا کتے اور سور سے بدتر انسانوں کو پاک کر کے ملائکہ سے اشرف و افضل کرتی ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اہل اللہ کی صحبت کی کرامت اولیاء سازی پر حضرت والا کے یہ اشعار نہایت مفید اور لاجواب ہیں جو قارئین کے استفادے کے لیے پیش ہیں۔

اگر اللہ والوں سے نہیں دل کی دوا پاتا
بہت مشکل تھا اپنے نفس سرکش کو دبا پاتا

سکوں دل اترتا ہے فلک سے اہل تقویٰ پر
بدوں حکم خدا سائنس داں پھر کیسے پا جاتا

اگر پیٹرول کے مانند ہوتا یہ سکونِ دل
زمیں میں کرکے بورنگ اس کو ہر کافر بھی پا جاتا

خدا کی سرکشی سے خودکشی ہے مال دولت میں
کبھی اللہ والوں سے نہیں ایسا سنا جاتا

بتوں کے عشق سے دنیا میں ہر عاشق ہوا پاگل
گناہوں سے سکون پاتا تو کیوں پاگل کہا جاتا

بچو گندے عمل سے اَمردوں سے دور ہو جاؤ
اگر یہ فعل اچھا تھا خدا پتھر نہ برساتا

نہیں ممکن تھا ان کی راہ میں میرا قدم رکھنا
اگر جذب کرم کی دل نہیں کوئی صدا پاتا

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اخترؔ
مگر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

اس کے علاوہ حضرت والا نے اولیاء اللہ کو عطا فرمودہ صفت ولی سازی اور ان کی صحبت کے فوائد اور ان کے درد محبت کے استقلال اور ان کے نورِ نسبت کے قلوب طالبین میں انتقال وغیرہ کو عجیب وغریب تماثیل سے اپنے مخصوص درد انگیز و دل آویز اور وجد آفریں انداز میں بیان فرمایا جس سے پتھر دل پانی، بے آب آنکھیں اشکبار اور ناآشنائے درد اللہ کی محبت میں

بے قرار ہو جاتے ہیں۔

کیف میں اس نے ڈوب کر چھیڑی جو داستانِ عشق
قابو رہا نہ ضبط پر رونے لگا میں داد میں

اور حضرت والا کے یہ شعر حضرت والا کے مقام کے ترجمان ہیں۔

مزہ پاتے ہو کیوں اس کے بیاں میں
کوئی تو بات ہے دردِ نہاں میں

مرے احبابِ مجلس سے کوئی پوچھے مزہ اس کا
بشرحِ دردِ دل اختؔر کام ہو گفتگو رہنا

آج مؤرخہ ۲۵؍ ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۰؍ جولائی ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ بوقت چار بجے شب یہ وعظ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دو روز میں طباعت کے لیے دے دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائے اور امتِ مسلمہ کے لیے مفید اور قیامت تک صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین

مرتب:
یکے از خدام
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

اشکوں کی بُلندی

خُداوندا مجھے توفیق دے دے
فِدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی
کہاں حاصل ہے اختؔر کہکشاں کو

اختؔر

صحبتِ اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾[۱]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوستی کی پیشکش

اس آیت کا عاشقانہ ترجمہ میں یہ کرتا ہوں کہ اے ایمان والو! میرے دوست بن جاؤ، میں تمہاری غلامی کے سر پر اپنی دوستی کا تاج رکھنا چاہتا ہوں۔ اس لیے تقویٰ فرض کرتا ہوں، اور ولی اللہ بننا، میرا دوست بننا یہ تمہارا اختیاری مضمون نہیں ہے، لازمی مضمون ہے۔ بتاؤ تقویٰ فرض کرنا کیا اللہ تعالیٰ کا کرم نہیں ہے؟ اور تقویٰ ہی اللہ کی دوستی کی بنیاد ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۲] اللہ کے اولیاء صرف متقی بندے ہیں۔ پس تقویٰ لازم کرکے گویا اللہ تعالیٰ ہم سب کو غلامی کے دائرے سے اُٹھا کر اپنی دوستی کے دائرے میں داخل کرنا چاہتے ہیں اور اپنی ولایت کا تاج ہمارے سر پر رکھنا چاہتے ہیں، اسی لیے تقویٰ فرض کرکے گویا ہر مؤمن کو اپنا دوست بننا فرض کردیا کیوں کہ اللہ کی دوستی کا مادّہ ترکیبیہ یعنی (Material) صرف دو ہی جز سے بنتا ہے۔ ایک ایمان دوسرا تقویٰ۔ جس کا ایک جز یعنی ایمان تو تمہارے پاس موجود ہی ہے، دوسرا جز تقویٰ اور حاصل کرلو تو ولی ہو جاؤ گے، لیکن اس جز سے تم پیچھے ہٹتے ہو، بھاگتے ہو جبکہ تمہاری طبعی شرافت کا بھی تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو کیوں کہ نافرمانی دوستی اور وفاداری کے خلاف ہے۔ مزید

---

[۱] التوبۃ:۱۱۹

[۲] الانفال:۳۴

احسان اور کرم بالائے کرم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف اپنی دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ بندوں نے درخواست نہیں کی تھی کہ اے خدا! ہم سب کو اپنا ولی بنا لے کیوں کہ منی اور حیض کے ناپاک مٹیریل(Material)سے پیدا ہو کر بندے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ اللہ کے دوست ہو جائیں، مگر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہماری مایوسیوں اور نااُمیدیوں کے بادلوں سے اُمید کا چاند طلوع فرمایا اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ نازل فرما کر ہمیں اپنا دوست بنانے کی پیشکش فرمادی کہ جس چیز کو تم سوچ بھی نہیں سکتے تھے اس کی ہم پہل کرتے ہیں اور اتنے بڑے اور عظیم الشان مالک ہو کر ہم تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں۔ یہ پہل ہم نے کی ہے، تم نے یہ پہل نہیں کی کیوں کہ تم پہلوان نہیں ہو، کمزور ہو، اپنی قوتِ ارادیہ کی شکست وریخت سے تم ہمیشہ غم زدہ اور پریشان رہتے ہو، ارادے کرتے ہو لیکن شیطان اور نفس کے غلبے سے وہ پھر ٹوٹ جاتے ہیں تو ایسے کمزور وضعیف بندے اللہ کا ولی بننے کا تصور کیسے کر سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی اور محبوبیت کا ایک اور راستہ

لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا پیارا راستہ بتادیا کہ ہم تمہارے اس ضعف اور کمزوری کے باوجود تمہیں اپنا دوست بنا رہے ہیں تاکہ تمہارے ارادے توبہ کے ٹوٹنے نہ پائیں اور اگر ٹوٹ جائیں اور ہماری دوستی میں تم کمزور پڑ جاؤ تو پھر توبہ کر لو، پھر اشکبار ہو جاؤ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[۳] ہم توبہ کرنے والوں کا اپنے دائرۂ محبوبیت سے خروج نہیں ہونے دیتے اور توبہ کی برکت سے صاحبِ خطا صاحبِ عطا ہو جاتا ہے اور صاحبِ ذنب لا ذنب ہو جاتا ہے، اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[۴] توبہ کی برکت سے بندہ ایسا ہو جاتا ہے گویا اس سے گناہ ہوا ہی نہیں اور وہ اللہ کا پیارا اور محبوب ہو جاتا ہے۔ دنیا کے لوگ معافی دیتے ہیں، مگر کہتے ہیں کہ بھئی معاف کر دیا لیکن سامنے مت آیا کرو، تم کو دیکھ کر تمہاری اذیتیں یاد آجاتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے کسی گناہ گار سے نہیں فرمایا کہ میرے سامنے مت آیا کرو، تمہارے نماز پڑھنے

۳؎ البقرۃ:۲۲۲

۴؎ مشکوٰۃ المصابیح:۲۰۶، باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

سے اور میرے سامنے تمہارے اشکبار ہونے سے اور آہ و فغاں کرنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، تمہاری سابقہ کافرانہ اور فاسقانہ حرکتوں اور بد معاشیوں سے مجھے اذیت ہوتی ہے بلکہ فرمایا کہ تم اگر توبہ کرلو تو ہم تم کو صرف معاف ہی نہیں کریں گے بلکہ اپنا پیارا بنالیں گے۔ اَلتَّائِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ[۵] توبہ کرنے والا اللہ کا پیارا بن جاتا ہے۔

اس لیے توبہ کرنے کے بعد کسی کو حقیر سمجھنا حرام ہے اور حقیر سمجھنے والا سخت مجرم ہے، اندیشہ ہے کہ اس پر قیامت کے دن مقدمہ چل جائے کہ جن لوگوں نے توبہ کرلی تھی اور ہم نے ان کو اپنا پیارا بنالیا تھا پھر تم ہمارے پیاروں پر تبصرے کرتے تھے۔

تو یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کا گناہ نظر بھی آجائے تو سوچو کہ ممکن ہے اس نے توبہ کرلی ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا پیارا بن گیا ہو اور اللہ کے پیاروں پر تبصرہ و تنقید کرنا خطرناک ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاحب سے فرمایا، جو ایک ولی اللہ کی غیبت کررہے تھے کہ اللہ والوں کی شان میں بے ادبی و گستاخی اور غیبت مت کرو، خاتمہ خراب ہوجائے گا۔ اہل اللہ کی غیبت اور ان کی شان میں بد کلامی سے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے لہٰذا زبان کو خاموش رکھو۔ بالفرض اگر ان سے کوئی خطا بھی ہوگئی تو وہ ولی اللہ ہیں، نبی نہیں ہیں کیوں کہ صرف نبی معصوم ہوتا ہے، ولی سے خطا ہوسکتی ہے لیکن جب توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو سوچو اس نے توبہ کرلی ہوگی اور اس کی توبہ اس مقام کی ہوسکتی ہے کہ جہاں تک ہماری عبادات بھی نہیں پہنچ سکتیں۔

ایک قاضیٔ شہر کی حکایت

حضرت سعدی شیرازی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک قاضیٔ شہر نے گناہِ کبیرہ کیا اور بادشاہ کو اس کی سی آئی ڈی نے اطلاع دی کہ آج اس قاضی نے شراب بھی پی ہے اور ایک معشوق کے ساتھ گناہ کیا ہے۔ بادشاہ نے فوراً لشکر اور فوج کے ساتھ اس کے یہاں چھاپہ مارا۔ قاضی اس وقت سو رہا تھا۔ بادشاہ نے اس کے ایک لات ماری اور کہا اُٹھ نالائق! یہ بوتل

۵ المغنی عن حمل الاسفار: ۹۸۳/۲، کتاب التوبۃ، مکتبۃ طبریۃ، ریاض

شراب کی بتاتی ہے کہ تُونے آج نالائقی کی ہے اور یہ معشوق یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ تب قاضی نے کہا حضور! آج سورج نکلا ہے کہ نہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ سورج تو نکل آیا۔ کہا کہ کدھر سے نکلا ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ مشرق کی طرف سے۔ کہا کہ جب تک سورج مشرق سے نکلے گا توبہ قبول ہوگی لہٰذا اے بادشاہ سلامت! میں آپ کی گواہی میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں کہ آیندہ کبھی اس خطا کو نہیں کروں گا۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے کہا کہ میں تم کو سزادوں گا، تم کو کسی اونچے مکان پر کھڑا کرکے دھکا دلواؤں گا، تمہاری ہڈی پسلی ٹوٹ جائے گی تاکہ تمام شہر والوں کو سبق حاصل ہو۔ اس مجرم نے کہا کہ آج ہی کی رات میں یہی گناہ بہت سے لوگوں نے کیا ہوگا، اگر آپ ان کو گرادیں تو مجھے سبق مل جائے گا، مجھے گرا کر آپ دوسروں کو جو سبق دے رہے ہیں اس کے بجائے دوسروں کو گرا کر مجھ کو سبق دے دیجیے، بادشاہ خندید و معاف کرد۔ بادشاہ ہنس پڑا اور معاف کردیا۔ خیر! یہ تو ایک مزاحیہ واقعہ حضرت سعدی شیرازی نے لکھ دیا، اس کا مقصد کوئی شرعی حکم بتانا نہیں ہے کہ بادشاہ کو معاف کرنے کا حق تھا یا نہیں۔

توفیقِ توبہ اللہ کے پیار کی دلیل ہے

اللہ تعالیٰ کا دروازۂ توبہ کھلا ہوا ہے لہٰذا کسی کو حقیر مت سمجھو۔ بعض لوگ ندامت اور توبہ کی راہ سے اس مقام پر پہنچے ہیں کہ بڑے بڑے مقدس وہاں نہیں پہنچ سکے۔ اس لیے توبہ کی نعمت کی قدر کرلو، توبہ میں دیر نہ کرو۔ مولانا رومی فرماتے ہیں؎

مرکب توبہ عجائب مرکب است
تا فلک تازد بیک لحظہ ز پست

ارے! توبہ کی سواری عجیب و غریب سواری ہے جو تمہیں ایک سیکنڈ میں اللہ تک پہنچادے گی اور دیر بھی نہیں لگے گی؎

کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

اللہ کوّا سے ہنس کرتا ہے اور اس میں دیر بھی نہیں لگتی۔ اللہ تعالیٰ توفیق توبہ نصیب کرتا ہے اور

اپنا پیارا بنالیتا ہے۔ جب ماں اپنے بچے کے پیشاب پاخانہ سے آلودہ کپڑوں کو اُتار کر نہلائے دھلائے اور نجاست سے پاک کرے تو یہ دلیل ہے کہ اس بچے کو اب نیا لباس عطا کیا جائے گا اور اس پر عطر لگایا جائے گا اور اس کو اب ماں کا پیار نصیب ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی جس بندے کو گناہ سے توبہ کی اور معافی مانگنے کی توفیق دیتا ہے تو گویا اس کا لباسِ معصیت اب اُتارا جارہا ہے اور لباسِ توبہ پہنایا جارہا ہے اور یہ دلیل ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کا اس کو پیار نصیب ہوگا لہٰذا یاد رکھو کہ گناہوں سے توبہ کی توفیق دلیل ہے کہ اب اس کو معصیت کی نجاست سے پاک کیا جارہا ہے اور تقویٰ کا نورانی لباس عطا ہورہا ہے اور اس کی غلامی کے سر پر اب اللہ تعالیٰ تاجِ ولایت رکھیں گے اور توبہ کی برکت سے یہ ولی اللہ ہوجائے گا اور اب اس کو اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہوگا۔

اللہ کے پیار کی بے مثل لذّت اور اس کی مثال

مگر اللہ کا پیار دل محسوس کرتا ہے، جسم پر اللہ کے پیار کا اثر نظر نہیں آتا۔ اگر جسم پر پیار نظر آجائے تو دنیا میں کوئی کافر نہ رہے اور عالم غیب عالم غیب نہ رہے اور پرچہ آؤٹ ہوجائے اور دنیاوی حکومت پرچہ آؤٹ ہونے کے بعد دوبارہ امتحان لیتی ہے اور پہلے پرچے کو منسوخ یعنی کینسل (cancel) کردیتی ہے لیکن دنیاوی حکومت تو کمزور پڑجاتی ہے اور اس کے خاص معتمد بک جاتے ہیں اور پیسہ لے کر پرچہ آؤٹ کردیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حکومت کسی کی محتاج نہیں، ملائکہ اور فرشتے سرِ مُو ان کے حکم سے انحراف نہیں کرسکتے، **یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ**[۶] جو کچھ ان کو حکم دیا گیا ہے وہی کرتے ہیں۔ لہٰذا عالم غیب کے پرچوں کو کوئی آؤٹ نہیں کرسکتا۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ[۷]

جب ہم اپنے اولیاء کا پیار لیتے ہیں تو ہم اپنا پیار ان کے دلوں کو بہت چھپا کر دیتے ہیں کہ کسی نفس کو پتا نہیں چلتا جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کو عطا ہوتی ہے، یہاں تک کہ ایک ولی کے پیار کی لذت کو دوسرا ولی بھی نہیں جانتا۔ اپنے پیاروں کو اپنے پیاروں کی نظر سے بھی چھپا کر وہ دل

---

۶ النحل:۵۰

۷ السجدۃ:۱۷

میں پیار لیتا ہے جس کو ہر ولی سمجھتا ہے، ہر مستغفر سمجھتا ہے اور ہر تائب سمجھتا ہے۔ اس آیت کے لطیفۂ خاص کے مفہوم کی مثال میرے رب نے مجھے عجیب و غریب عطا فرمائی اور یہ تفسیر نہیں ہے، لطائفِ قرآن سے ہے کہ جب ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو دودھ کی شیشی پر کپڑا الپیٹ دیتی ہے اور اگر کئی بچے ہیں تو ہر ایک کی شیشی پر الگ الگ کپڑا الپیٹ دیتی ہے تاکہ کہیں میرے ہی بچوں کی نظر میرے بچوں کو نہ لگ جائے، تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیار اور قرب کی لذّت اپنے اولیاء کو اپنے اولیاء سے چھپا کر دیتا ہے اور ماں اپنے بچوں کو جو دودھ دیتی ہے اس کی تو ایک ہی لذّت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو الگ الگ لذّتِ قرب دیتے ہیں کہ ایک ولی کو دوسرے ولی کی لذّتِ کیف کا تفصیلی علم نہیں ہوتا، اجمالی طور پر تو علم ہو سکتا ہے مگر اللہ کی دوستی اور قرب اور پیار کے تفصیلی مزے کو دوسرا ولی بھی نہیں جانتا، ہر ایک ولی کو ایک منفرد مزہ، ایک بے مثل لذّت حاصل ہوتی ہے۔

وصول الی اللہ کی شرط

جیسا کہ میں نے ابتدا میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوست بنانے کا جو حکم دیا ہے اس کو اختیاری نہیں رکھا بلکہ فرض کر دیا تاکہ تم خالی میرے مؤمن غلام ہی نہ رہو، مؤمن دوست بن جاؤ، تمہاری غلامی کے سر پر ہم تاجِ ولایت رکھنا چاہتے ہیں مگر بغیر اپنے کو پاک کیے ہوئے تم اللہ پاک کو نہیں پاؤ گے، اللہ پاک ہے، ناپاک کو نہیں ملتا۔ جس کا تزکیہ ہو گیا اسی دن وہ ولی اللہ اور صاحبِ نسبت ہو گیا، تزکیہ اور نسبت مع اللہ میں ایک ذرّہ کا فرق نہیں۔ اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

چوں شدی زیبا بداں زیبا رسی

جب تم بد نظری، عشق مجازی، حسن پرستی، تکبر، غصہ، حسد، کینہ وغیرہ تمام باہی اور جاہی رذائل سے پاک ہو کر زیبا ہو جاؤ گے تو وہ حقیقی زیبا یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا پیار کر لے گا کیوں کہ زیبا کسی نازیبا کو پیار نہیں کرتا، زیبا زیبا ہی کو پیار کرتا ہے۔ جس دن مزکّی ہو گئے، تمہارے اخلاقِ رذیلہ اخلاقِ حمیدہ سے بدل گئے، اس دن نسبت عطا ہو جائے گی۔ پس گناہ سے اپنی روح اور قلب کو پاک کر لو تو اللہ پاک اپنی تجلیاتِ خاصہ سے تمہارے دل میں آجائے گا۔

تُو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
ہم جان گئے بس تری پہچان یہی ہے

قلب کی طہارت اور قالب کی حفاظت

اب سوال یہ ہے کہ گناہ تو قالب یعنی جسم سے ہوتے ہیں پھر قلب کی طہارت کیوں مانگی جارہی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ پہلے دل ناپاک ہوتا ہے، پہلے دل میں گناہوں کے ناپاک ارادے پیدا ہوتے ہیں اور دل گناہوں کی اسکیم بناتا ہے لیکن چوں کہ دل خود گناہ نہیں کرسکتا، اس لیے جسم سے کام لیتا ہے، بادشاہ رعایا سے کام لیتا ہے۔ پس قلب کی طہارت قالب کی طہارت کی ضمانت ہے۔ اس لیے قلب کی طہارت پہلے مانگی جاتی ہے کیوں کہ جب دل پاک رہے گا تو جسم سے ناپاک عمل ہو ہی نہیں سکتا، پہلے دل ناپاک ہوتا ہے پھر جسم گناہ کرتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اختر کو یہ دعا نصیب فرمائی کہ اے خدا! قلب کو طہارت نصیب فرما اور قالب کو حفاظت نصیب فرما۔ قالب کے معنیٰ ہیں جسم اور قلب کے معنیٰ ہیں دل۔ قلب میں حروف کم ہیں اور قالب میں ایک الف زیادہ ہو گیا اور عربی بلاغت کا قاعدہ ہے اِنَّ کَثْرَۃَ الْمَبَانِیْ تَدُلُّ عَلٰی کَثْرَۃِ الْمَعَانِیْ یعنی جب حروف بڑھ جائیں گے تو معانی بھی بڑھ جائیں گے، لہٰذا قلب میں ایک الف بڑھ گیا اور قالب بن گیا تو معانی بھی بڑھ گئے، قلب ایک عضو کا نام ہے اور قالب مجموعۂ اعضا کا نام ہے۔ آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں وغیرہ تمام اعضا قالب میں شامل ہیں، لیکن قلب اگرچہ ایک ہے مگر اتنا اہم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ [۸]

جب دل صحیح ہوتا ہے تو پورا جسم صحیح ہوتا ہے اور اس سے نیک اعمال صادر ہوتے ہیں اور جب دل خراب ہوتا ہے پورا جسم خراب ہو جاتا ہے اور اس سے گناہ صادر ہونے لگتے ہیں لہٰذا اگر قلب کو پاکی نصیب ہو اور قالب کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت نصیب ہو تو کام بن گیا اور ہم تقویٰ پاجائیں گے مگر قلب کو حفاظت صرف دعا سے نصیب نہیں ہوگی جیسے اولاد صرف دعا سے

۸؎ صحیح البخاری: ۱۳/۱ (۵۲)، باب فضل من استبرأ لدینہ، المکتبۃ المظہریۃ

نہیں ملتی، پہلے نکاح کرنا پڑے گا اور اس کے لیے روٹی کپڑا مکان حاصل کرنے کے لیے کمائی کرنی پڑے گی۔ اگر کوئی نوجوان کسی سے کہے کہ میں آپ کی لڑکی کے عشق میں رات بھر روتا ہوں اور تارے گنتا ہوں لیکن میں اس کا مہر اور روٹی کپڑا مکان دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، آپ میری بے قراری، آہ وزاری، اشکباری و جاں نثاری کے بدلے میں اپنی لڑکی مجھ سے بیاہ دیجیے اور میری آہ وفغاں کو اور میرے آنسوؤں کو آپ مہر میں تسلیم کرلیجیے تو بتاؤ ہے کوئی باپ جو اپنی بیٹی اس کو دے دے گا؟ وہ کہے گا کہ میری بیٹی کیا تیری بے قراری کو کھائے گی؟ یا تیرے آنسوؤں کو پیے گی؟ یا تیری آہ وفغاں کا کپڑا بنائے گی؟ اور تیری آہ وزاری کے فلیٹ میں سوئے گی؟ روٹی کپڑا مکان پیش کرو، ابھی نکاح کیے دیتا ہوں۔ اسی طرح قلب کی طہارت اور قالب کی حفاظت صرف دعا سے نہیں ملتی، اس کے لیے تدبیر اور کوشش بھی ضروری ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں قلب کی طہارت اور قالب کی حفاظت کے لیے جہاں تقویٰ کا یعنی اپنی دوستی کا حکم دیا وہیں اس کا راستہ بھی بتا دیا اور یہ کمالِ رحمت ہے کہ حکم دے کر اس پر عمل کا طریقہ بھی بتا دیا تاکہ آسانی سے تم اس حکم کے نتیجے کو پالو اور متقی یعنی میرے دوست ہو جاؤ، اور اس میں یہ راز بھی پوشیدہ ہے کہ تم لوگ تقویٰ اختیار نہیں کرسکتے جب تک میرے بتائے ہوئے راستے پر عمل نہیں کروگے کیوں کہ تمہارے پاس جو نفس امارہ ہے اس کو اولیاء اللہ کا نفس بنانے کے لیے ایک ٹیکنالوجی (Technology) اختیار کرنا پڑے گی۔

چودہ سو برس قدیم آسمانی ٹیکنالوجی

اب اختر کی زبان سے سائنس سنو! لوگ کہتے ہیں کہ مولوی لوگ سائنس نہیں جانتے، ابھی بتاؤں گا کہ مولوی جو سائنس جانتا ہے اس کی خبر سائنس دانوں کو بھی نہیں ہے۔ دیسی آم کو لنگڑا آم بنانے کے لیے پیوند کاری سائنس نے اب ایجاد کی ہے لیکن ہمارے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں چودہ سو برس پہلے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی ٹیکنالوجی نازل کی کہ اگر تم اپنے دیسی دل کی اللہ والوں کے دل سے پیوند کاری کرلو، اپنے دیسی دل کو اللہ والوں کے دل سے باندھ لو تو تمہارا دیسی دل اللہ والا ہو جائے گا، تمہارا نفسِ امارہ اولیاء اللہ کا نفس مطمئنہ ہو جائے گا۔ بس شرط یہ ہے کہ دیسی اور

غافل دل کو کسی اللہ والے صاحبِ نسبت دل سے ملا دو۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

اور کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی ٹیکنالوجی حیوانات و نباتات کی ٹیکنالوجی نہیں ہے، اشرف المخلوقات کی ٹیکنالوجی ہے۔ ان سائنس دانوں کی ٹیکنالوجی تو دیسی آم کو لنگڑا آم بناتی ہے، نباتِ ادنیٰ کو نباتِ اعلیٰ بناتی ہے، لیکن چودہ سو برس پہلے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی جو ٹیکنالوجی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی یہ انسانِ ادنیٰ کو انسانِ اعلیٰ بناتی ہے، یہ غافل اور نافرمان انسانوں کو اللہ والا بنا کر صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات بناتی ہے۔ ان سائنس دانوں کی ٹیکنالوجی حیوانات اور نباتات کے لیے ہے لیکن انبیاء چوں کہ اشرف الناس ہیں ان کی ٹیکنالوجی اشرف المخلوقات کے لیے ہے۔

کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی پیوند کاری کا طریقہ

لیکن اس کا کیا طریقہ ہے؟ اگر کوئی شخص خالی دعا کرتا رہے کہ یا اللہ! مجھے متقی بنادے اور متقی بننے کی تدبیر نہ اختیار کرے تو خالی دعاؤں سے متقی نہیں بنوگے۔ اگر دیسی آم دس ہزار سال تک دعا کرتا رہے کہ اے خدا! مجھے لنگڑا آم بنادے لیکن جب تک لنگڑے آم کے ساتھ پیوند کاری کی ٹیکنالوجی اس کو نہیں ملے گی دیسی ہی رہے گا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے چودہ سو برس پہلے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی یہ سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اُمت کو عطا فرمائی کہ تمہارا گناہ گار قالب اور گناہوں کا خوگر قلب کیسے متقی بنے گا؟ کسی متقی سے متصل ہو جاؤ اور اس کے ساتھ رہ پڑو اور کتنا رہو؟ تفسیر روح المعانی میں اس کی تفسیر ہے خَالِطُوۡہُمۡ لِتَکُوۡنُوۡا مِثۡلَہُمۡ[۹] اتنا رہو کہ تم بھی اس اللہ والے جیسے بن جاؤ، یعنی جیسا وہ اللہ والا ہے تم بھی ویسے ہی بن جاؤ۔ اس کا تقویٰ، اس کی خشیت، اس کی محبت تمہارے اندر منتقل ہو جائے۔ اگر تم ویسے نہیں بن پا رہے ہو تو پھر کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی ٹیکنالوجی پر تمہارا عمل کمزور ہے، تمہاری پیوند کاری صحیح نہیں اور تمہاری خیانت اس میں

۹ روح المعانی: ۵۶/۱۱، التوبۃ (۱۱۹)، دار احیاء التراث، بیروت

پوشیدہ ہے۔ تم نے اچھے دل سے، صاف دل سے اور پکے ارادے اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو اپنا مراد نہیں بنایا اور اس اللہ والے سے تمہارا تعلق ڈھیلا ڈھالا ہے کہ اپنی رائے کو تم نے فنا نہیں کیا، اس کی تجویزات اور مشوروں کی اتباع کامل نہیں کی۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ تمہاری پیوند کاری صحیح نہیں ہے۔ ہمیں اللہ والوں کے ساتھ اس ارادے سے رہنا ہے کہ اللہ ہماری مراد ہو جائے اور وہ مراد مل بھی جائے۔ ایک ہے مراد ہونا، دل میں ارادہ ہونا کہ میری یہ مراد ہے اور ایک مراد مل جانا ہے، مراد کا پاجانا ہے دونوں میں فرق ہے۔ اللہ تو ہر مؤمن کا مراد ہے مگر دل میں مراد پاجاؤ، اللہ تعالیٰ مل جائے، مولیٰ کا قربِ خاص دل محسوس کرنے لگے، یہ بغیر اس ٹیکنالوجی کے اور اس پیوند کاری کے یعنی صاف قلب سے، اخلاص کے ساتھ کسی اللہ والے کے ساتھ رہے بغیر ممکن نہیں۔ اگر اللہ والے سے صحیح تعلق نصیب ہو جائے تو ایک دن ضرور بالضرور اللہ والے بن جاؤ گے۔ یہ قرآنِ پاک کا اعلان ہے، یہ تصوف بلا دلیل نہیں ہے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو تو صادقین کے ساتھ، ہمارے سچے بندوں کے ساتھ رہو اور صادقین سے مراد متقین ہیں اور متقین سے مراد اللہ کے اولیاء اور پیارے ہیں۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۱۰] لہٰذا پیاروں کے ساتھ رہو گے تو پیارے بن جاؤ گے اور صادقین سے مراد متقین ہیں۔ اس کی دلیل ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ [۱۱]

معلوم ہوا کہ جو صادق ہے وہ متقی ہے اور جو متقی ہے وہ صادق ہے اور جو متقی ہے وہ اللہ کا دوست ہے لہٰذا اللہ کے دوستوں کے ساتھ پیوند کاری کی ٹیکنالوجی حاصل کرو۔ دیسی آم کے لنگڑا آم بننے کی بھی ایک حد اور (limit) ہوتی ہے کہ اتنے دن تک لنگڑے آم کے ساتھ رہے کہ دیسی آدم کی بو اور خاصیت ختم ہو جائے اور لنگڑے آم کی خوشبو، لذت اور خاصیت آجائے۔ اسی طرح متقین صادقین یعنی اللہ کے دوستوں کے ساتھ نہایت قوی تعلق سے، اخلاصِ نیت سے اور اللہ کو دل میں مراد بنا کر اتنے زمانے تک رہو کہ ان اللہ والوں کی عادت و خصلت، ان کا تقویٰ، ان کی خشیت، ان کی محبت اور ان کی وفاداری، ان کی آہ و زاری، ان کی

---

[۱۰] الانفال: ۳۴

[۱۱] البقرۃ: ۱۷۷

اشکباری اور ان کی یاری تمہارے قلب میں منتقل ہو جائے۔ پھر تم اللہ کے ساتھ بے وفانہ رہو گے کہ کھاؤ اللہ کی اور گاؤ شیطان و نفس کی۔ اللہ کی نہ مانو اور مانو معاشرے کی۔ بتاؤ! رزق کون دیتا ہے؟ اللہ۔ جس کا رزق کھا کر طاقت پیدا ہو، اس طاقت کو اس رزاق کی نافرمانی میں استعمال کرنا بتاؤ: یہ شریفانہ حرکت ہے یا کمینہ پن ہے؟ آپ خود فتویٰ دے دیں، خود فیصلہ کرلیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ روٹی تو ہم نے اپنے دفتر کی تنخواہ سے اور اپنے بزنس (Business) سے حاصل کی ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ آپ نے دفتر سے یا بزنس سے نوٹ کمائے ہیں تو کیا آپ نوٹ کی گڈیاں کھاتے ہیں؟ یا بازار سے غلّہ خرید کر لاتے ہیں اور یہ غلّہ کون پیدا کرتا ہے؟ سورج کس نے پیدا کیا ہے؟ اگر سورج نہ ہوتا تو غلّہ پیدا ہوتا؟ پھر پتا چلتا کہ آپ کو نوٹ رزق دیتے ہیں یا اللہ؟ اور سورج نے گرمی کہاں سے پائی؟

اولیاء اللہ کی صفت ولی سازی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح سورج میں گرمی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور چاند کو ٹھنڈک اللہ نے بخشی ہے، اسی طرح اللہ والوں کے اندر اللہ نے ولی سازی کی خاصیت عطا فرمائی ہے یعنی ان کی برکت سے دوسرے لوگ بھی اللہ کے ولی بنتے ہیں۔ یہ خاصیت ان کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، یہ ان کی ذاتی صفت نہیں ہے، جب خود ان کا ولی بننا اللہ کی عطا ہے تو ولی سازی کیسے ان کی ذاتی خاصیت ہو سکتی ہے۔ جس طرح مشہور ہے کہ

آہن کہ بہ پارس آشنا شد
فی الفور بصورت طلاء شد

جو لوہا پارس پتھر کے ساتھ مل جائے، متصل ہو جائے، touch ہو جائے، چھو جائے تو وہ لوہا فوراً سونا بن جاتا ہے تو پارس پتھر میں لوہے کو سونا بنانے کی جو خاصیت ہے وہ پارس پتھر کی ذاتی نہیں ہے، اس کو دی گئی ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کے اندر ولی سازی یعنی ولی اللہ بنانے کی خاصیت اُن کی ذاتی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہارے پیر

و مرشد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری صاحب کی ایک بات سناتا ہوں جو حضرت نے مجھ سے جون پور میں فرمائی تھی اور اب میں کراچی میں تمہیں پیش کر رہا ہوں کہ ایک لوہے نے پارس پتھر سے پوچھا کہ اگر میں تم سے چھو جاؤں، ٹچ (touch) ہو جاؤں، ملاقات کر لوں تو کیا میں سونا بن جاؤں گا؟ تو پارس نے کہا کہ بے شک **لَا شَكَّ فِيْهِ**، اس میں کوئی شک نہیں۔ لوہے نے کہا کہ اس کی کیا دلیل ہے، بلا دلیل ہم نہیں مانیں گے تو پارس پتھر نے کہا کہ دلیل کیا مانگتا ہے بس میرے ساتھ مل جا، مجھ سے ٹچ ہو جا، پھر دیکھ کہ تو سونا بنا یا نہیں۔ پس اللہ والوں کے پاس جانے کی، ان کی صحبت میں رہنے کی دلیل مت مانگو بلکہ ان کے پاس رہ کر دیکھو تو پتا چل جائے گا کہ ولی اللہ بنے یا نہیں، یا جو ان کے پاس گئے ہوئے ہیں اور ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو دیکھو، ان کے چہروں کو دیکھو، ان کے اعمال کو دیکھو تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کتنے بڑے ولی اللہ ہو چکے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ والوں سے جڑے ہوئے نہیں ہیں ان کے اعمال و اخلاق میں آپ کو بہت فرق محسوس ہو گا۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو عالم میرے پاس لاؤ، ایک عالم اللہ والوں کا صحبت یافتہ ہو اور دوسرا عالم اللہ والوں کی صحبت میں نہ جاتا ہو اور مجھے مت بتاؤ کہ کون صحبت یافتہ ہے اور کون نہیں، میں دونوں سے گفتگو کر کے پانچ منٹ میں بتا دوں گا کہ یہ مولوی اللہ والوں کا صحبت یافتہ ہے اور یہ صحبت یافتہ نہیں ہے۔ صحبت یافتہ کی گفتگو سے پتا چل جائے گا کہ یہ باادب ہے اور غیر صحبت یافتہ کا اندازِ گفتگو اور اس کے کندھوں کے نشیب و فراز بتا دیں گے کہ یہ مولوی بے ادب ہے اور اس نے کسی اللہ والے کی صحبت نہیں اُٹھائی۔ لیکن یہ کتنی بڑی بات ہے کہ پانچ منٹ کا موقع مانگا ہے حکیم الامت نے کہ مجھے صرف پانچ منٹ دے دو میں بتا دوں گا کہ دونوں میں کون عالم مربّہ ہے اور کون مربّہ نہیں ہے۔

تزکیہ بغیر مزکّی کے ناممکن ہے

دنیا میں کوئی مربّہ بغیر مربّی کے نہیں بنا۔ اگر آپ کسی مربّہ کی دکان پر جائیں اور دوکاندار سے کہیں کہ آملہ کا یا سیب کا یا گاجر یا ادرک کا وہ مربّہ دو جس کا کوئی مربّی نہ ہو تو دوکاندار کیا کہے گا؟ کہ آپ ڈاکٹر جمعہ کو دکھایئے، دماغ کے اسپیشلسٹ کو۔ پس جو بے وقوف اور نادان سمجھتے ہیں کہ ہم بغیر مربّی کے مربّہ بن جائیں گے، بغیر مزکّی کے مزکّی بن جائیں گے تو

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تزکیہ کی نسبت نہ کرتا، قرآنِ پاک کی طرف نسبت کر دیتا کہ قرآن تزکیہ کے لیے کافی ہے، کعبہ تزکیہ کے لیے کافی ہے۔ اگر کعبہ تزکیہ کے لیے کافی تھا تو اپنا تزکیہ کیوں نہیں کیا، خود اپنے بت کیوں نہیں نکالے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ سے بت نکالے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بحیثیتِ نائبِ رسول اب دلوں کے بت نکالتے ہیں، کوئی شخص خود اپنے دل سے غیر اللہ کے بت نہیں نکال سکتا۔ اس کے لیے اہل اللہ کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا نفلی حج سے زیادہ ضروری ہے کہ کسی اللہ والے سے دل کے بت نکلوالو تاکہ دل پاک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ خاصہ سے متجلی ہو جائے۔ اس لیے کعبہ میں نفلی حج کرنے والوں سے ایک اللہ والا اعلان کرتا ہے ؎

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید

اے نفلی حج کرنے والو! تم کہاں جا رہے ہو؟ تمہارا اللہ، تمہارا مولیٰ تو ہمارے دل میں ہے، اِدھر آؤ، اِدھر آؤ۔ پہلے کسی اللہ والے سے یا اللہ والے کے غلام سے اللہ کو حاصل کر لو۔ جب مولیٰ مل جائے گا پھر جاؤ، پھر حج کرنے جاؤ گے تو کچھ اور مزہ پاؤ گے کہ دل میں کعبہ والا اور آنکھوں کے سامنے کعبہ، دل میں کعبہ کا مولیٰ اور مولیٰ کا گھر آنکھوں کے سامنے۔ لیکن یہ بات یاد رکھو کہ جس پر حج فرض ہے وہ فوراً حج کرنے جائے لیکن نفلی حج اور عمرہ سے بہتر ہے کہ پہلے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اللہ کی محبت حاصل کرے، پھر نفلی حج یا عمرہ کرے۔ پس جس کی قسمت اچھی ہوتی ہے اس کو کوئی اللہ والا مل جاتا ہے۔ اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو وہ کسی ولی اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے بلکہ اس کو پہنچا دیا جاتا ہے، غیب سے انتظام ہوتا ہے۔ ہمارے ایک دوست نے کیا خوب کہا ہے ؎

میخانے میں میکش آتے نہیں میخانے میں لائے جاتے ہیں
از خود نہیں بنتے دیوانے بنائے جاتے ہیں

سارے عالَم کے عاشقانِ خدا ایک قوم ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی ایک قوم

پیدا کرے گا۔ اَتٰی یَأْتِیْ کے ساتھ اللہ نے ب لگا دیا تاکہ اِتْیَانْ معنٰی میں متعدی ہو جائے، لانے کے معنٰی میں ہو جائے کہ یہ قوم خود سے نہیں بنتی، بنائی جاتی ہے، اولیاء اللہ بنائے جاتے ہیں، خود سے نہیں بن سکتے اور اس قوم کی کیا شان ہے؟ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗٓ کہ اللہ اس قوم کے افراد سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور یہی دلیل عشق ہے کہ وہ قوم اللہ تعالیٰ کی عاشق ہو گی اور قوم نازل فرمایا، اقوام نہیں نازل فرمایا، لہٰذا پنجاب کا ولی اللہ، سندھ کا ولی اللہ، بلوچستان کا ولی اللہ، سرحد کا ولی اللہ، افغانستان کا ولی اللہ اور سارے عالَم کے ولی اللہ سب ایک قوم ہیں، سب اپنے بھائی ہیں، سب ہماری برادری ہیں، اللہ کے عاشقوں کی ایک ہی برادری ہے۔ اقوام نازل نہ فرمانا دلیل ہے کہ اللہ کے عاشقین بہت سی قومیں نہیں ہیں، ایک ہی قوم ہیں لہٰذا ان کو اپنی برادری سمجھو، یہ مت دیکھو کہ وہ کون سی زبان بولتے ہیں اور ان کا رنگ اور کلر (colour) کیا ہے؟ مسلمان حبشی کا کلر مت پوچھو۔ انگریز مسلمان کا کلر مت پوچھو، کوئی رنگ ہو، کوئی کلر ہو، کوئی نسل ہو، کوئی زبان ہو، اللہ تعالیٰ کے عاشقین سب کی ایک قوم ہیں۔ اللہ کے عاشقوں کی قوم، رنگ اور نسل اور زبان اور علاقوں سے نہیں بنتی، یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗٓ سے بنتی ہے لہٰذا جو بھی اللہ کا عاشق ہے، خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم کا ہو، کسی زبان اور کسی علاقے کا ہو، یہ سب ایک ہی قوم اور ایک برادری ہیں۔

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی ٹیکنالوجی کا طریق حصول

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نباتِ ادنیٰ کو نباتِ اعلیٰ بنانے کی ٹیکنالوجی یعنی دیسی آم کو لنگڑا آم بنانے کی سائنس دانوں کی ایجاد تو اس صدی کی ہے لیکن انسانِ ادنیٰ کو انسانِ اعلیٰ، فاسق اور فاجر کو ولی اللہ اور غافل اور نافرمان کو حقیقی معنوں میں اشرف المخلوقات بنانے کی ٹیکنالوجی کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ چودہ سو برس پہلے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک پر نازل ہوئی اور یہ سائنس داں چوں کہ زمینی ہیں اس لیے ان کی ٹیکنالوجی حیوانات ونباتات تک محدود ہے اور انبیاء علیہم السلام اشرف الناس ہوتے ہیں، اس لیے ان کی ٹیکنالوجی اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کے لیے ہے، لہٰذا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی ٹیکنالوجی کا فیض کس طرح منتقل ہوتا ہے؟ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کا فیض طالبین اور مریدین میں، ان کے ہمنشینوں اور ساتھ رہنے والوں میں چار

طریقے سے منتقل ہوتا ہے۔ یعنی اللہ والوں کے اندر ولایت سازی کی جو خاصیت ہے، ان کو جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی اور تقویٰ کی حیات حاصل ہے وہ چار طریقوں سے منتقل ہوتی ہے۔

نفس و شیطان کو مغلوب کرنے کے داؤ پیچ

۱) اللہ والوں کے پاس بیٹھنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی دین کی ایسی بات سنادیں گے اور ایسا داؤ پیچ سکھادیں گے کہ نفس کو پٹکنے میں آسانی ہوجائے گی۔ جیسا کہ دنیا کے اکھاڑے میں ہوتا ہے کہ داؤ پیچ جاننے والا دبلا پتلا چالیس کلو کا پہلوان تین من کے پہلوان کو گرادیتا ہے۔ تو اللہ والے اپنے ملفوظات سے ہمیں نفس و شیطان کو پٹکنے کے داؤ پیچ سکھاتے ہیں جس سے نفس و شیطان غالب نہیں آتے۔

اہل اللہ سے مستفید ہونے کی شرطِ اوّلیں

لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی باتوں پر عمل کرے اور ان کی رائے کے سامنے اپنی رائے کو فنا کردے، تب یہ مقام نصیب ہوگا کہ جیسے وہ نفس وشیطان کو پٹکتے ہیں آپ بھی پٹکنے لگیں گے اور اس کی مثال وہی ہے کہ جیسے لنگڑے آم میں جو خاصیت، لذّت اور ذائقہ ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے، دیسی آم کا صرف اتنا کام ہے کہ لنگڑے آم کے سامنے اپنا خاص ہونا بھول جائے کہ میں بھی کوئی خاص چیز ہوں، اپنے وی آئی پی (V.I.P) ہونے کا احساس ختم ہوجائے، اپنے کو مٹا کر لنگڑے آم سے مل جائے۔ اسی طرح اللہ والوں کے سامنے اپنی بڑائی، اپنا علم و قابلیت سب ختم کردو، اپنی ضَرَبَ یَضۡرِبُ بھی بھول جاؤ۔ ورنہ ساری زندگی ضارب و مضروب رہوگے، کہیں مارو گے کہیں مارے جاؤ گے اور کہیں مَفۡعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ ہوجاؤ گے، پتا بھی نہیں چلے گا کہ کون مار کر چلا گیا۔ کبھی ایسی پٹائی بھی ہوتی ہے کہ پیٹنے والا کوئی نشہ پلا کر بے ہوش کردیتا ہے اور خوب پٹائی کرتا ہے، صبح کو جب ہوش آتا ہے تو چوٹ کا درد تو محسوس کرتا ہے مگر پیٹنے والے کا پتا نہیں چلتا، اس کا نام عربی زبان میں مَفۡعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ ہے یعنی وہ مفعول جس کے فاعل کا پتا نہ چلے جیسے ضُرِبَ زَیۡدٌ زید مارا گیا اور مارنے والے کا پتا نہیں۔ ایسے ہی شیطان کی مار ہے کہ شیطان نظر نہیں آتا لیکن

بہکاتا ہے اور گناہ کا وسوسہ ڈالتا ہے لہٰذا جو لوگ گناہ کررہے ہیں وہ سب کے سب شیطان کے مَفْعُوْلٌ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ ہیں کہ ان کی پٹائی ہو رہی ہے اور انہیں خبر بھی نہیں کہ ان کی پٹائی کرنے والا شیطان ہے کیوں کہ وہ سامنے نہیں آتا، دل میں گناہ کا تقاضا پیدا کرتا ہے۔

وسوسۂ شیطانی اور وسوسۂ نفسانی کا فرق

اس طرح نفس بھی بہکاتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے لیکن شیطان اور نفس کے وسوسے میں کیا فرق ہے؟ یہ مجدّدِ زمانہ حکیم الامت کی زبان سے سنیے کہ اگر ایک دفعہ گناہ کا وسوسہ آیا اور پھر ختم، تو سمجھ لو کہ یہ شیطان تھا بہکا کر چلا گیا لیکن جب گناہ کا تقاضا بار بار ہو تو سمجھ لو کہ یہ اندر کا دُشمن نفس ہے جو پہلو میں بیٹھا ہوا بار بار تقاضا کر رہا ہے کہ یہ گناہ کرلو، یہ گناہ کرلو اور گھر کا دُشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اِنَّ اَعْدٰی عَدُوِّكَ فِیْ جَنْبَیْكَ[۱۲] تیرا سب سے بڑا دُشمن تیرے پہلو میں ہے۔

شیطان کا نہایت پیارا خلیفہ

شیطان تو بہت مصروف یعنی ''بزی'' شخصیت ہے، اس کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ ایک ہی آدمی کے پیچھے لگ جائے، اس لیے ایک دفعہ بہکا کر خود تو چلا جاتا ہے لیکن اپنا خلیفہ نفس امارہ چھوڑ جاتا ہے جو اس کا بہت ہی پیارا اور فرماں بردار خلیفہ ہے جو گناہ کا بار بار تقاضا کرتا رہتا ہے۔

اللہ والوں کا فیض منتقل ہونے کا ایک راستہ معلوم ہوگیا کہ ان کے ارشادات میں ہدایت ہوتی ہے، نفس و شیطان و معاشرے کے شر سے بچنے کے داؤ پیچ معلوم ہوتے ہیں۔

اہل اللہ کا نورِ باطن منتقل ہونے کے دو راستے

۲) ان کی صحبت سے ان کے قلب کا نور ہمارے قلب میں دو طرح سے داخل ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ قلب سے قلب میں فاصلے نہیں ہیں، اجسام میں تو فاصلے ہوتے ہیں لیکن

[۱۲] روح المعانی: ۱۱/۵۷، البقرۃ (۱۲۳)، ذکرہ فی باب الاشارات، مکتبۃ دار احیاء التراث، بیروت

دلوں میں فاصلے نہیں ہیں۔ جیسے ایک بلب یہاں جل رہا ہے اور دوسرا وہاں جل رہا ہے، تیسرا اور فاصلے پر جل رہا ہے تو بلب کے اجسام میں تو فاصلے ہیں لیکن روشنی میں فاصلے نہیں ہیں، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بلب کی روشنی یہاں تک ہے اور فلاں کی وہاں تک ہے، نور کی کوئی حدِّ فاصل نہیں ہوتی، نور مخلوط ہوتا ہے۔ پس جب ہم اللہ والے کے پاس بیٹھیں گے تو اس مجلس میں اس اللہ والے کا نور اور طالبین کا نور سب کی روشنیاں آپس میں مل جائیں گی اور نور میں اضافہ ہوجائے گا اور قوی النور شیخ کے نور سے مل کر ضعیف النور طالبین کا نور بھی قوی ہوجائے گا اور نور منتقل ہونے کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ اللہ والے جب اپنے ارشادات سے اللہ کا راستہ بتاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ اس کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

شیخ نورانی زرہ آگہہ کند

اللہ والے صاحبِ نور اللہ کا راستہ بھی بتاتے ہیں اور ؎

نور را بالفظہا ہمرہ کند

اپنے نورِ باطن کو اپنے لفظوں کے کیپسول میں رکھ کر طالبین کے کانوں کے قیف سے ان کے دلوں میں پہنچادیتے ہیں۔ یہ نور متعدی نور قلب کے متعدی ہونے کا ذریعہ ہے، لہٰذا اپنے قالب کو ان کی مجلس میں لے جاؤ، ان کے پاس بیٹھو اور ان کی باتیں سنو اور عورتوں کے لیے اہل اللہ کی صحبت ان کا وعظ سننا ہے۔ وہ کان کے ذریعے سے صاحبِ نسبت اور ولی اللہ ہوجائیں گی، کانوں سے سنتی رہیں یا ان کے کیسٹ سنتی رہیں اور کیسٹ دستیاب نہ ہوں تو اللہ والوں کی کتابیں پڑھیں لیکن وعظ سننے کا فائدہ زیادہ ہے کتاب سے کیوں کہ وعظ میں ان کا دردِ دل براہِ راست شامل ہوتا ہے لہٰذا جہاں وعظ ہورہا ہو پہنچ جاؤ بشرطیکہ پردے کا انتظام ہو، جس پیر کے یہاں دیکھو کہ عورتیں اور مرد مخلوط بیٹھے ہیں تو سمجھ لو یہ پیر نہیں ہے، پیر ہے، وہاں سے اپنے پیر جلدی سے اُٹھالو اور اُدھر کا رُخ بھی نہ کرو، کیوں کہ یہ اللہ والا نہیں ہے شیطان ہے، شاہ صاحب نہیں ہے سیاہ صاحب ہے اور اس کی خانقاہ نہیں ہے خوامخواہ ہے۔

اہل اللہ سے شدید تعلق و محبت اور اس کی مثال

۳)وہ راتوں میں اپنے پاس بیٹھنے والوں کے لیے اور اپنے صحبت یافتہ لوگوں کے لیے

دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا! جو بھی خانقاہ میں آئے محروم نہ جائے۔ ان کی آہ کو اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔ دیکھیے! ایک بچہ کسی کے ابّا سے لڈّو مانگ رہا ہے، ابّا اس کو لڈو نہیں دیتا کہ یہ میرا بیٹا تھوڑی ہے لیکن اتنے میں اس کا بچہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ ابو یہ میرا کلاس فیلو ہے، میں اس کے ساتھ کھیلتا ہوں اور اسی کے ساتھ پڑھتا ہوں، یہ میرا جگری دوست ہے، جب جگری دوست کہتا ہے تو ابّا کا جگر ہل جاتا ہے کہ میرے بیٹے کا جگری دوست ہے اور فوراً اس کو بھی لڈو دے دیتا ہے، تو اللہ والوں سے جگری دوستی کرو، معمولی دوستی سے کام نہیں بنے گا، اتنی دوستی کرو کہ وہ آپ کو دوست کہہ سکیں اور اللہ سے بھی کہہ سکیں کہ یااللہ! یہ میرا دوست ہے تو اللہ جب ان کو اپنے قرب کا لڈو دے گا تو جس کو وہ اپنا دوست کہہ دیں گے اس کو بھی یہ لڈو مل جائے گا۔ بتاؤ! اس سے زیادہ واضح مثال اور کیا ہوگی۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

اِنَّ جَلِیْسَھُمْ یَنْدَرِجُ مَعَھُمْ فِیْ جَمِیْعِ مَا یَتَفَضَّلُ اللّٰہُ بِہٖ عَلَیْھِمْ

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دوستوں کو اپنے اولیاء کے رجسٹر میں درج کرتے ہیں اور ان پر وہ تمام افضال و مہربانیاں فرماتے ہیں جو اپنے اولیاء پر فرماتے ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے؟ اِکْرَامًا لَّھُمْ[۱۳] بوجہ اپنے دوستوں کے اکرام کے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ آپ کا کوئی پیارا دوست آتا ہے تو آپ اس کے ساتھیوں کی بھی وہی خاطر مدارات کرتے ہیں جو اپنے اس خاص دوست کی کرتے ہیں لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ رہ پڑو اور اتنا ساتھ رہو کہ دنیا بھی سمجھے کہ یہ فلاں کے ساتھی ہیں۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جارہے تھے کہ ایک تابعی نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ صحابی کے اس واقعے سے اختر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ اتنا رہو کہ دنیا کی زبان پر قیامت تک یہ جاری ہو جائے کہ یہ فلاں کے ساتھ تھے۔ جو جتنا زیادہ ساتھ رہتا ہے اتنا ہی گہرا دوست ہوتا ہے اور اگر دوستی کمزور ہو، مثل نہ ہونے کے ہو تو وہ کیسے کہے گا کہ یہ میرا دوست ہے لیکن میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ یااللہ! جو خانقاہ میں آئے محروم نہ جائے، مدرسہ

[۱۳] فتح الباری: ۲۱۳/۱۱، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، دار المعرفۃ، بیروت

ومسجد وخانقاہ کے ایک ایک ذرّہ میں جذب کی کشش بھر دے کہ یہاں جس کا قدم آجائے وہ بھی دردِ دل، دردِ نسبت اور دردِ محبت پا جائے، نورِ تقویٰ پا جائے اور ولی اللہ بن جائے۔

دردِ محبت میں اہل اللہ کے خود کفیل ہونے کی مثال

۴) اللہ تعالیٰ نے جس طرح پارس پتھر میں سونا سازی یعنی لوہے کو سونا بنانے کی خاصیت رکھی ہے، آگ میں گرمی اور جلانے کی خاصیت رکھی ہے اور برف میں ٹھنڈا کرنے کی خاصیت رکھی ہے اور ان کی خاصیت بلا دلیل تسلیم کی جاتی ہے، اسی طرح اللہ والوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک خاصیت رکھی ہے اولیاء سازی کی کہ ان کی صحبت میں رہنے والے ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ آگ جلائیں اور کوئی پوچھے کہ آگ میں گرمی کیوں ہے؟ اسی طرح کوئی کہے کہ چاند سے گرمی نہیں ملتی لیکن سورج میں کیوں گرمی ہے؟ تو آپ یہی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ خاصیت رکھی ہے اور سورج کا ایندھن جس سے سورج چمکتا ہے اس کا خرچہ کتنا ہے؟ سائنس دانوں کی تحقیق ہے کہ سارے عالَم میں جتنا ایندھن خرچ ہوتا ہے سورج میں آگ کا ایندھن ایک گھنٹے میں اس سے زیادہ خرچ ہوتا ہے، لیکن یہ ایندھن سورج کہاں سے پاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایندھن میں سورج کو خود کفیل بنایا ہے، اس کے اندر ہزاروں لاکھوں ہائیڈروجن بم ہر وقت پھٹتے رہتے ہیں جن سے خود بخود آگ پیدا ہوتی رہتی ہے، اگر سورج اپنے ایندھن میں خود کفیل نہ ہوتا تو اتنا ایندھن کہاں سے پاتا؟ جبکہ ساری دنیا کا ایندھن اس کے ایک گھنٹے کے ایندھن کے برابر ہے۔ ایسے ہی اللہ والے جو ہدایت کے سورج ہیں ان کے قلب دردِ دل کے ایندھن میں خود کفیل بنائے جاتے ہیں، ان کا یہ ایندھن کہاں سے آتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کے قلب پر علومِ غیبیہ وارد کرتا ہے، ان کے دلوں کے اندر اپنے دردِ محبت کا ایندھن دیتا ہے، ان کے اندر ہمہ وقت دردِ دل کے ایسے دھماکے ہوتے رہتے ہیں جن سے وہ خود بھی گرما گرم رہتے ہیں اور ان کی برکت سے ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی ایمانی گرمیاں مل جاتی ہیں اور ایک دن ان کے ہم نشینوں کے قلب بھی ہدایات کے سورج بن کر اپنے دردِ دل کی آگ میں خود کفیل ہو جاتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ بس مضمون ختم۔

دوستو! آج کا مضمون عجیب و غریب ہے یا نہیں؟ میں مسجد میں ہوں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سوچ کر بیان نہیں کرتا، مجھے خود پتا نہیں تھا کہ آج میں کیا بیان کروں گا۔ یہ میرے بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ ہر وقت نئے نئے علوم، نئے نئے مضامین، نئی نئی تعبیروں کے ساتھ عطا ہو رہے ہیں۔

وہ خمرِ کہن تو قوی تر ہے لیکن
نئے جام و مینا عطا ہو رہے ہیں

فَالْحَمْدُ لَكَ وَالشُّكْرُ لَكَ يَا رَبَّنَا

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اللہ والوں سے دعا بھی کراؤ، ان سے دعا کی درخواست کرو تاکہ وہ اللہ سے کہہ سکیں کہ اے خدا! جن لوگوں نے ہم سے دعاؤں کی فرمایش کی ہے آپ میری اور ان سب کی دعاؤں کو قبول فرمالیجیے۔ دعا میں یوں نہ کہو کہ جن لوگوں نے مجھ سے دعاؤں کی درخواست کی ہے، اس میں تکبر ہے، یوں کہو کہ جن لوگوں نے دعاؤں کی فرمایش کی ہے اور یہ آداب بھی بزرگوں سے ملتے ہیں۔

بس اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اور میری گزارش کو قبول کرلے۔ اس وقت مقرر کی زبان اور سامعین کے کان اے اللہ! آپ کے ذکر میں مشغول تھے تو میری زبان کو اور میرے دوستوں کے کان کو اے اللہ! جب آپ قبول فرمالیں تو آپ کریم ہیں، ہم سب کو بھی مجسم اپنا مقبول اور اپنا پیارا بنالیجیے اور اپنے پیار کے اعمال بھی دے دیجیے اور پیار کی صورت بھی دے دیجیے اور پیار کی سیرت بھی دے دیجیے اور اپنے پیار کے قابل تقویٰ بھی دے دیجیے اور تمام گناہوں کو چھوڑنے کی ہمتِ مردانہ بھی عطا فرمادیجیے، قلب کو طہارت دے دیجیے، قالب کو حفاظت دے دیجیے، آپ کی رحمت اور آپ کے دستِ کرم کا انتظار ہے۔

غالبی بر جاذباں اے مشتری
شاید در ماندگاں را واخری

اے میرے خریدار! آپ گناہوں کی طرف کھینچنے والی تمام قوتوں پر غالب ہیں، گناہوں کے معاملے میں ہم عاجز و مغلوب ہو رہے ہیں، آپ اپنے کرم سے ہم کو خرید لیجیے اور ہمیں ہمارے دست و بازو کے حوالے نہ کیجیے، ہمارے دست و بازو سے ہمیں کھینچ لیجیے اور اپنی رحمت سے توفیق و ہمت دے دیجیے، مرتے دم تک ایک گناہ بھی ہم سے نہ ہو اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو توفیقِ توبہ سے ہمیں اس طرح پاک کیجیے اور اس طرح پیار کیجیے جیسے ماں چھوٹے بچے کو پاخانہ پھرنے کے بعد دھلا دیتی ہے اور پھر کپڑے بدل کر اسے پیار بھی کرتی ہے۔ آپ ہمیں توفیق توبہ دے کر اپنے آبِ رحمت میں نہلا دیجیے اور ہمارے لباسِ فاسقانہ کو لباسِ تقویٰ سے تبدیل کر دیجیے اور پھر آپ ہمارا پیار بھی لے لیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁

عظمتِ تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ دردِ غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کرکے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ

اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

بندے کو اللہ تعالیٰ کا پیارا اور محبوب بننے کے لیے تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔
تقویٰ محض رونے یا دعا کرنے سے نہیں ملتا۔ جس طرح بھوک لگنے پر غذا کھانا ضروری ہے اسی طرح تقویٰ حاصل کرنے کے لیے ان اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے جو خود بھی تقویٰ سے رہتے ہیں اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والے بھی تقویٰ اختیار کرنے لگتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ "صحبت اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی" چودہ سو سال قبل اسلام کی بتائی ہوئی اس ٹیکنالوجی پر مبنی ہے جس کی بدولت فاجر و فاسق اور کافر دل اللہ والے دل بن جاتے ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کا نام ہے صحبتِ اہل اللہ۔ وہ اللہ والے جو تقویٰ کی بدولت اولیاء اللہ ہو گئے ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے خراب دل بھلا چنگا ہو جاتا ہے یعنی گناہوں سے دور ہو کر متقی ہو جاتا ہے۔

www.khanqah.org

AW035

ناشر

کتب خانہ مظہری

[illegible]